

8 مارچ 1963

ازعدالت عظمیٰ

میسرز ڈلورم پنالال مودی

بنام

دی اسسٹنٹ کمشنر آف سیلز ٹیکس وغیرہ

(اے کے سارکر، کے این وانچو اور کے سی داس گپتا جسٹسز۔)

سیلز ٹیکس - تشخیص بچاؤ - دوبارہ تشخیص - اختیارات اور فرائض - تفویض - مدھیہ پردیش جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1958

(M.P 2 کا 1959)، دفعہ 19، 30.

ایم۔ پی۔ جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1958 کی دفعہ 19 کمشنر کو، اگر وہ مطمئن ہے کہ سامان کی کوئی فروخت یا خریداری تشخیص سے بچ گئی ہے، تو قابل ادائیگی ٹیکس کا دوبارہ جائزہ لینے اور جرمانہ عائد کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ دفعہ 30 کمشنر کو "اس ایکٹ کے تحت اپنے کسی بھی اختیار اور فرائض کو تفویض کرنے" کا اختیار دیتی ہے۔ کمشنر نے اسسٹنٹ کمشنروں کو ٹیکس یا جرمانے کا دوبارہ جائزہ لینے اور دفعہ 18، 19 اور 20 کے تحت دیگر تمام اختیارات کا استعمال کرنے کے لیے اپنے "اختیارات اور فرائض" تفویض کیے۔ اسسٹنٹ کمشنر نے اپیل کنندہ کو نوٹس دیا کہ وہ مطمئن ہے کہ 1.4.1957 سے 31.3.1958 تک کی فروخت تشخیص سے بچ گئی ہے اور اس پر اضافی ٹیکس اور جرمانہ عائد کیا گیا ہے۔ اپیل کنندہ نے اطمینان کا اظہار کیا کہ کمشنر نے دفعہ 19 کے تحت صرف اپنے اختیارات تفویض کیے ہیں نہ کہ فرائض اور اس کے مطابق اسسٹنٹ کمشنر اپیل کنندہ کا جائز طور پر دوبارہ جائزہ تب ہی لے سکتا ہے جب کمشنر ذاتی طور پر مطمئن ہو جائے کہ فروخت تشخیص سے بچ گئی ہے۔

مانا گیا کہ اسسٹنٹ کمشنر کی طرف سے دوبارہ تشخیص اور جرمانے کا حکم درست تھا۔ دفعہ 19 کے تحت دوبارہ جائزہ لینے کے اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے اس کے اطمینان کی ضرورت کمشنر پر کوئی فرض عائد نہیں کرتی تھی۔ یہ واقعی اس اختیار کے استعمال کی ایک شرط یا حد تھی۔ یہاں تک کہ اگر اطمینان کے طور پر اس تقاضے کو ایک فرض سمجھا جائے، تو یہ دوبارہ جائزہ لینے کے اختیار کے استعمال سے منسلک تھا اور یہ لازمی طور پر اقتدار کے وفد کے ساتھ منظور ہوا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا چاہے اقتدار کے استعمال سے پہلے کے حالات ایک سے زیادہ ہوں کیونکہ ان کا کوئی آزاد وجود نہیں تھا اور وہ محض اقتدار سے منسلک تھے۔

منگونی بنام اٹارنی جنرل [1960] اے سی 336 اور حضرت سید شاہ مسٹر شد علی القادری بمقابلہ کمشنر آف ولفنس، مغربی بنگال، [1961] 3 ایس سی آر 759، پر بھروسہ کیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار فیصلہ 1962: کی سول اپیل نمبر 870۔

1962 کے ایم پی نمبر 14 میں جبل پور میں مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 15 اپریل 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے یو ایم تریویدی، شانتی سو روپ کھنڈ و جا اور گنپت رائے۔

مدعا علیہان کی طرف سے ریاست مدھیہ پردیش کے ایڈ وکیٹ جنرل ایم ادھیکاری اور آئی این شراف۔

1963. 8 مارچ۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سار کر۔ جے۔ اپیل کنندہ کا مدھیہ بھارت سیلز ٹیکس ایکٹ، 1950 کے تحت سال 1957-58 کے سیلز ٹیکس کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس ایکٹ کو یکم اپریل 1959 کو مدھیہ پردیش جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ 1958 کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا تھا۔ 31 دسمبر 1960 کو، 1958 کے ایکٹ کے تحت سیلز ٹیکس کے ایک اسسٹنٹ کمشنر کی طرف سے اپیل کنندہ کو ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا، "مطمئن ہوں کہ 4-1-1957 سے 31-3-1958... تک کی مدت کے دوران آپ کی فروخت تشخیص سے بچ گئی اور اس طرح آپ ایکٹ کی دفعہ 19(1) کے تحت دوبارہ تشخیص کے ذمہ دار بن گئے۔" اس نوٹس کے مطابق اسسٹنٹ کمشنر کی طرف سے سال 1957-58 میں فروخت کے سلسلے میں تازہ تشخیص کی کارروائی شروع کی گئی اور 31 مارچ 1961 کو اس نے اپیل کنندہ پر اس سال کے لیے 31,250 روپے کا اضافی ٹیکس اور 15,000 روپے کا جرمانہ عائد کرنے کا حکم دیا۔ اپیل کنندہ نے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے سرٹیفیری کی رٹ کے لیے مدھیہ پردیش کی ہائی کورٹ کا رخ کیا لیکن وہ ناکام رہا۔ اس نے اب ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس عدالت میں اپیل کی ہے۔

ہم سب سے پہلے 1958 کے ایکٹ کے دفعہ 19(1) کے مادی حصے کا تعین کریں گے جس کے تحت تشخیص کی گئی تھی:

"جہاں اس ایکٹ کے تحت کوئی تشخیص کی گئی ہے اور کمشنر، کسی بھی ایسی معلومات کے نتیجے میں جو اس کے قبضے میں آئی ہے، مطمئن ہے کہ کسی بھی سال کے دوران اس ایکٹ کے تحت ٹیکس کے قابل سامان کی کوئی فروخت یا خریداری تشخیص سے بچ گئی ہے۔ کمشنر، ڈیلر کو سماعت کا معقول موقع دینے کے بعد اور ایسی انکوائری کرنے کے بعد جو وہ ضروری سمجھے، اس طرح کی

فروخت یا خریداری پر قابل ادائیگی ٹیکس کا دوبارہ جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھ سکتا ہے اور کمشنر ہدایت دے سکتا ہے کہ ڈیلر اس طرح طے شدہ ٹیکس کی رقم کے علاوہ جرمانے کے طور پر اس رقم سے زیادہ رقم ادا کرے گا۔

ایکٹ کے دفعہ 30 کا حوالہ دینا بھی ضروری ہے جو کمشنر کو "اس ایکٹ کے تحت اپنے کسی بھی اختیار اور فرائض کو تفویض کرنے" کا اختیار دیتا ہے، جو کچھ پابندیوں اور مستثنیات کے تابع ہے جن پر اس معاملے میں غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اسسٹنٹ کمشنر ز اور کچھ دیگر افسران کو۔ کمشنر نے یکم اپریل 1959 کو اس سیکشن کے تحت ایک حکم دیا، جس میں اسسٹنٹ کمشنروں کو حکم میں بیان کردہ "میز کے کالم (3) میں بیان کردہ اختیارات اور فرائض" تفویض کیے گئے۔ اس کالم کا عنوان "اختیارات کی تفصیل" تھا اور اس میں درج ذیل شامل تھے: ٹیکس یا جرمانے کی تشخیص یا دوبارہ تشخیص کرنا اور دیگر تمام اختیارات کا استعمال کرنا۔ 18، 19 اور 21۔"

یہ کہا جاتا تھا کہ دوبارہ تشخیص کرنے کا اختیار بذریعہ تفویض کیا گیا تھا۔ دفعہ 19 (1) کمشنر پر مختلف فرائض تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ اسے مطمئن ہونا تھا کہ فروخت تشخیص سے بچ گئی تھی، جس کی کارکردگی کے بغیر اختیارات کا استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ اگرچہ دفعات 30 کے ذریعہ فرائض کی حوالگی کے لیے التزام کیا گیا تھا، لیکن کمشنر نے یکم اپریل 1959 کے اپنے حکم سے دفعات 19 کے تحت صرف اپنے اختیارات تفویض کیے تھے لیکن فرائض نہیں۔ لہذا، یہ دلیل دی گئی کہ اسسٹنٹ کمشنر جسے یہ اختیار تفویض کیا گیا تھا، اس اختیار کو تب ہی درست طریقے سے استعمال کر سکتا ہے جب کمشنر ذاتی طور پر مطمئن ہو جائے کہ فروخت تشخیص سے بچ گئی ہے۔ آخر میں یہ کہا گیا کہ چونکہ اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے اطمینان پر دوبارہ تشخیص کرنے کے اختیار کا استعمال کیا تھا کہ فروخت تشخیص سے بچ گئی تھی، اس لیے طاقت کا استعمال کا عدم تھا۔

دفعہ 19 (1) میں کوئی شک نہیں کہ کمشنر کو مطمئن ہونا چاہیے کہ سیز دوبارہ تشخیص کرنے کے اپنے اختیار کا استعمال کرنے سے پہلے تشخیص سے بچ گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس طرح کے اطمینان کے بغیر دوبارہ تشخیص نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہمیں نہیں لگتا کہ اس تقاضے کے مطابق سیکشن نے کمشنر پر کوئی ڈیوٹی عائد کی ہے۔ کمشنر کا اطمینان صرف اس صورت میں ضروری تھا جب وہ دوبارہ جائزہ لینے کے اپنے اختیار کا استعمال کرنا چاہتا تھا اور واقعی اس اختیار کے استعمال کی ایک شرط یا حد تھی۔ اس طرح کی طاقت کے استعمال کے علاوہ اس کا کوئی مقصد اور کوئی وجود نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اگر اطمینان کے تقاضے کو ایک فرض سمجھا جانا تھا، تو یہ ایک ایسا فرض تھا جو صرف طاقت کے استعمال کے ساتھ مل کر بنایا گیا تھا، ایک ایسا فرض جو لازمی طور پر اقتدار کے وفد کے ساتھ گزرتا تھا۔ ہمیں یہ بھی عام فہم معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی طاقت تفویض کی جاتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مندوب اس کا استعمال کرے اور اس لیے یہ ارادہ کیا گیا ہوگا کہ وہ طاقت کے استعمال سے پہلے کی تمام شرائط کو پورا کرے۔

ہم نے اس معاملے کے بارے میں جو نظریہ اختیار کیا ہے وہ منگونی بنام اٹارنی جنرل (1) کے معاملے میں اسی طرح کے قانون کی عدالتی کمیٹی نے لیا تھا، اور اس معاملے کا حوالہ اس عدالت نے حضرت سید شاہ ماسٹر شید علی القادری بمقابلہ کمشنر وقف،

مغربی بنگال (2) میں منظوری کے ساتھ دیا تھا، جہاں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا، "جہاں اختیارات اور فرائض آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے اس طرح سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے کہ فرائض کو برقرار رکھتے ہوئے اختیارات تفویض کیے جاسکیں اور اس کے برعکس، اختیارات کا وفاق اپنے ساتھ فرائض لے لے۔" مطمئن ہونے کا فرض۔ اگر یہ بالکل بھی ایک تھا۔ دوبارہ جائزہ لینے کے اختیار کے ساتھ لازم و ملزوم طور پر منسلک ہونا اور اس کے ساتھ کسی نمائندے کو منتقل کرنا، کوئی ایسا فرض نہیں تھا جسے آزادانہ طور پر تفویض کیا جاسکے اور اس لیے یہ کوئی فرض نہیں تھا جس کا تشخیص دفعہ 30 کے تحت بنایا جاسکے۔ لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسسٹنٹ کمشنر نے دوبارہ تشخیص کرنے کے اختیار کے مندوب کے طور پر اپنے اطمینان پر اس اختیار کا مناسب استعمال کیا کہ فروخت تشخیص سے بچ گئی تھی۔

پھر یہ کہا گیا کہ منگونی کا مقدمہ (1)، اور ایک ہی نظر یہ رکھنے والے مقدمات، جن میں سے کچھ کا ہائی کورٹ کے فیصلے میں ذکر کیا گیا تھا، ان معاملات میں قوانین کے لیے کوئی مددگار نہیں تھے، ان معاملات میں صرف ایک کام کرنے کی ضرورت تھی اس سے پہلے کہ عطا کردہ اختیارات کا استعمال کیا جاسکے، جبکہ 1958 کے ایکٹ کی دفعہ 19 (1) میں کئی چیزوں کو ایسا کرنے کی ضرورت تھی۔ اس لیے یہ دلیل دی گئی کہ موجودہ معاملے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو کام اختیارات کے استعمال سے پہلے کیے جانے تھے وہ فرائض نہیں تھے جو دفعہ 30 کے تحت تفویض کیے جاسکتے ہیں۔ منگونی کے معاملے (1) میں، اس میں کوئی شک نہیں کہ صرف ایک ہی شرط تھی اور ہم فرض کریں گے کہ ہائی کورٹ کے فیصلے میں مذکور مقدمات میں، پوزیشن وہی تھی۔ ہم یہ بھی فرض کریں گے کہ دفعہ 19 کی ذیلی دفعہ (1) میں دوبارہ تشخیص کے اختیار کا استعمال کرنے سے پہلے کئی چیزیں کرنے کی ضرورت ہے حالانکہ جیسا کہ فی الحال مشورہ دیا گیا ہے، ہمیں شک ہے کہ آیا ایسا ہوا۔ تاہم ہم مکمل طور پر اس بات کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح حالات کی تعداد اس نظریے کا باعث بن سکتی ہے کہ وہ آزاد فرائض تھے جنہیں الگ سے تفویض کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ان کی تعداد کے باوجود، وہ اس کے باوجود سابقہ شرائط ہیں اور اس وجہ سے اقتدار کے استعمال کی شرائط یا محدود ہیں۔ ان کے پاس، ایک واحد شرط کی مثال کی طرح، کوئی آزاد وجود نہیں تھا۔ اگر ایک ہی شرط کی مثال کے معاملے میں یہ منگونی کے معاملے (1) کے اختیار پر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی کارکردگی کا تقاضا اس اختیار کے وفد کے ساتھ منظور کیا گیا جس سے وہ منسلک تھا، تو ہم سمجھتے ہیں کہ ایک اقتدار کا وفاق اپنے ساتھ ان تمام شرائط کو لے گا جو اس سے منسلک ہیں چاہے ان کی تعداد کچھ بھی ہو۔ ہم موجودہ کیس کو منگونی کے کیس (1) سے الگ کرنے سے قاصر ہیں۔

حکم نامے کی صداقت پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ فروخت کے حوالے سے تھا جس کا اندازہ پہلے 1950 کے ایکٹ کے تحت ایک گجانندستی نارائن کے ذریعے فروخت کے طور پر کیا گیا تھا اور اس لیے اس کا دوبارہ جائزہ نہیں لیا جاسکا۔ اس پہلے کی تشخیص کو 1958 کے ایکٹ کی دفعہ 39 (2) کے تحت دیے گئے ایک حکم کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ کہا گیا کہ وہ حکم اسسٹنٹ کو منسوخ نہیں کر سکتا جو 1950 کے ایکٹ کے تحت تھا، کیونکہ دفعہ 39 (2) کے تحت صرف 1958 کے ایکٹ کے تحت ایک حکم منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس معاملے میں کیے گئے دوبارہ تشخیص کے حکم کی صداقت کو برقرار رکھنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ گجانندستی نارائن پر کیے گئے تشخیص کے حکم کو منسوخ کر دیا گیا ہو۔ ہم فرض

کریں گے کہ گجانند (1) ستیہ نارائن کے خلاف آرڈر کے تحت آنے والی فروخت وہی تھی جس کے ساتھ آرڈر کا تعلق ہے۔ تاہم دوبارہ تشخیص کی کارروائی میں یہ حقیقت پائی گئی کہ گجانند ستیہ نارائن صرف ایک نام تھا اور اس نام کا کوئی حقیقی شخص کبھی موجود نہیں تھا۔ اس نتیجے کو موجودہ کارروائیوں میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا اور ایسا ہونے کی وجہ سے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ گجانند ستیہ نارائن پر تشخیص کا حکم کالعدم تھا۔ ظاہر ہے، کسی غیر موجود شخص پر ایکٹ کے تحت کوئی تشخیص نہیں کی جاسکتی۔ اگر یہ حکم کالعدم تھا۔ اور فاضل وکیل یہ ظاہر کرنے کے قابل نہیں رہا ہے کہ یہ دوسری صورت میں کیسے ہو سکتا تھا۔ تو یہ اپیل کنندہ کے دوبارہ تشخیص کی راہ میں بالکل بھی رکاوٹ نہیں بن سکتا تھا۔ اس لیے اعتراض شدہ حکم کو دی گئی دوسری چیلنج کو بھی مسترد کیا جانا چاہیے۔

اپیل گزار کے ماہر وکیل نے دو دیگر نکات اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی کیونکہ ان نکات کا ذکر درخواست میں نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی کسی ابتدائی مرحلے میں اٹھایا گیا تھا۔ تاہم ہم انہیں یہاں بیان کریں گے لیکن ان کی استقامت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیے بغیر۔ ان نکات میں سے پہلا یہ تھا کہ 1958 کے ایکٹ کی دفعہ 19 (1) کے تحت صرف ان فروخیوں کا دوبارہ جائزہ لیا جاسکتا تھا جو اس ایکٹ کے تحت ٹیکس کے قابل تھیں اور موجودہ حکم کے تحت ٹیکس میں لائی گئی فروخت چینی کی تھی، ایک ایسی چیز جس کی فروخت ایکٹ کے تحت قابل وصول نہیں تھی۔ دوسری بات یہ تھی کہ 1950 کے ایکٹ کے سیکشن 14 کے تحت اعتراض شدہ حکم کے ذریعے جرمانہ عائد کیا گیا تھا لیکن یہ غیر قانونی تھا کیونکہ 1950 کے ایکٹ کو منسوخ کر دیا گیا تھا اور منسوخ شدہ ایکٹ کے تحت جرمانہ عائد کرنے کا حق بچت سیکشن یعنی دفعہ 52 کے ذریعے محفوظ نہیں کیا گیا تھا۔

نتیجے میں یہ اپیل ناکام ہونی چاہیے اور اس لیے اسے اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔